شعیب ودود

مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے

ہم بندِ شب و روز میں جکڑے ہوئے بندے' اپنی معاشی ضرورتوں، خواہشوں اور معاشی مجبوریوں کے ہاتھوں بالکل ایک مکمل معاشی جانور بن کر رہ گئے ہیں۔ صبح وشام، دن اور رات، مہینے اور سال سب اسی دوڑ دھوپ میں گزرتے جا رہے ہیں۔ ہم سا غافل کوئی زمانے میں نہ ہوگا۔ ہم جو موجود ہیں، جو زندہ ہیں اور جو ہمارے درمیان ہیں باعثِ رحمت اور باعث برکت ہیں ان ہستیوں کو، ان غنیمت دموں کو بھی ہم لوگ کچھ وقت نہیں دے پاتے۔ آج کا برسرِ روزگار انسان روزگار کی بندشوں میں ایسا جکڑا ہے کہ وہ بہت کچھ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر پاتا۔ ''اس مرض کی دوا کرے کوئی۔'' اور اگر بے روزگاری کا عذاب اس کے گلے میں ڈال دیا جائے تو بھی جیتے جی مر جاتا ہے۔ نہ اپنے اس کی خبر رکھتے ہیں اور نہ پرائے۔ خیر وہ تو ہوئے جو پرائے۔ انسان اچھا وہی ہے جو ہر حال میں خوش رہے اور اپنی مصروفیات کے ہمراہ اس دنیا اور اس دنیا کے مکینوں کو ساتھ لے کر چلے۔ جو یہاں ہیں ان کو بھی ساتھ لے کر چلے اور جو وہاں ہیں ان کو بھی اپنی یادوں اور دعاؤں میں یاد رکھے۔

۱۵ رنومبر کی آمد ہے اور اس ماہ کے آتے ہی میرا دل و دماغ ایک عجیب سی بے یقینی اور بے چینی کی کیفیت سے دوچار ہو جاتا ہے۔ اگرچہ موسم سرما ہمیشہ سے پسندیدہ موسم رہا ہے مگر اس موسم کا پہلا مہینہ خصوصاً میرے لیے بہت ہی غمگین ہو گیا ہے۔ اس ماہ یعنی ۱۵ رنومبر ۲۰۰۹ء بروز اتوار...... کچھ ایسا ہوا تھا کہ جس کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے۔ جی ہاں! وہ تھی...... سید ذوالکفل بخاری کی المناک شہادت۔ علم کے راستے کا شہید جو معلم بھی اور طالب علم بھی تھا۔

عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہیں آستیں نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے افق پہ مہرِ مُبیں نہیں ہے
کئی دماغوں کا ایک انساں میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے
قلم کی عظمت اُجڑ گئی ہے زباں سے زورِ بیاں گیا ہے
تری جدائی میں مرنے والے وہ کون ہیں جو حزیں نہیں ہے
مگر تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

ذوالکفل کو دنیا سے بچھڑے ہوئے چار سال ہو چکے مگر خدا کا شکر ہے کہ وہ مجھ سے چار منٹ بھی کبھی دور نہیں ہو پایا۔ میں جب بھی اپنی کتابوں کے درمیاں بیٹھتا ہوں وہ بھی میرے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ خوشی اور غمی میں شرکت کرتا ہوں تو بھی وہ مجھے بہت یاد آتا ہے۔ کیونکہ میرے اور اس کے دن شہرِ ملتان میں ساتھ ساتھ ہی گزرے ہیں۔

اب اگر وہ شہرِ ملتان کا مکین نہیں ہے مگر ملتان کے بہت سے باسیوں کے دل میں رہتا ہے۔ ہاں وہ اگر اس دنیا میں ہوتا تو میں اب اُسے ڈاکٹر کہہ کر پکارتا۔ انگریزی ادب کا ڈاکٹر۔ کیونکہ وہ سعودی عرب سے پی ایچ ڈی بھی کر رہا تھا۔ مجھے معلوم ہے وہ ڈاکٹر کہلوانا کبھی پسند نہ کرتا کیونکہ سادگی اس کی زندگی کا، اس کی شخصیت کا ''گہنا'' تھا۔ وہ مجھے لیکن ڈاکٹر کہنے سے کبھی منع نہ کرتا۔ بلکہ خدشات کا شکار رہتا کہ اگر شعیب کو ڈاکٹر کہنے سے منع کروں گا تو یہ کسی اور طریقے سے ڈاکٹر کہہ دے گا۔ جیسے کہ میں اسے یہ پہلے ہی باور کرا چکا تھا کہ تم جب پی ایچ ڈی کر کے آؤ گے تو پھر میں تمہیں ''ڈاک دار'' کہا کروں گا۔ کتنے خوابوں کو نظر کھا گئی بدخواہوں کی۔

ذوالکفل بخاری کئی دماغوں کا ایک دماغ، کئی اذہان کا ایک ذہن، کئی دوستوں کا ایک دوست مفکر بھی تھا اور مبلّغ بھی، معلم بھی تھا اور طالب علم بھی۔ یارِ طرح دار بھی تھا اور بندۂ پُر اسرار بھی، وہ میرا دوست بھی تھا اور میرا میزبان بھی۔ وہ رجلِ صالح ایک عجیب وغریب چہکتی دمکتی ذہانت کا مالک تھا اور ایسے ذہین وفطین لوگ شاید پہلے ہی بھانپ جاتے ہیں کہ ان کی منزل اس جہاں میں نہیں ہے۔ ذوالکفل کا ہی ایک شعر ہے ملاحظہ فرمایئے:

خوف آتا ہے ستاروں سے سحر کے آخر
کچھ ضروری نہیں منزل بھی سفر کے آخر

ذوالکفل بخاری کا ہی کہنا تھا کہ ''کامیاب آدمی وہ ہے جو کوئی بھی کام کرنے سے پہلے ایک لمحہ رک کر یہ سوچے کہ اس کام میں دین کا یا دنیا کا کیا فائدہ ہے۔ اگر کوئی فائدہ نظر نہ آئے یا کسی حقیر اور عارضی فائدے کی خاطر وقت، مال اور جان کی قربانی زیادہ قیمتی محسوس ہو تو اس کام کو فوراً ترک کر دے۔ اس کو ''ترکِ لایعنی'' کہتے ہیں۔ ''ترکِ لایعنی'' دنیا و دین کی کامیابی کا راز ہے''۔

۱۵؍نومبر ۲۰۰۹ء بروز اتوار ذوالکفل بخاری جامعہ اُمّ القریٰ مکہ مکرّمہ میں جامعہ سے واپسی پر اپنے تدریسی فرائض سرانجام دینے کے بعد عزیزیہ میں واقع اپنے گھر جا رہے تھے کہ حادثے کا شکار ہو گئے اور خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ یوں علم وعمل کا ایک چراغ اس دنیائے فانی سے ہمیشہ کے لیے گل کر دیا گیا۔ ذوالکفل بخاری کی تدریسی ادبی اور صحافتی زندگی کو دیکھتے ہوئے اس کی گفتگو سنتے ہوئے یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ زندگی اگر اس سے وفا کرتی تو وہ کئی شعری مجموعے، کئی لغات، کئی ماہنامے، کئی مضامین ومقالات کا مصنف اور کئی یونیورسٹیوں کا استاد ہوتا۔ ''خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر''۔

سید ذوالکفل بخاری شہیدؒ ہمارے دلوں میں یوں زندہ رہے گا کہ جیسے بقول اقبالؔ

یاد سے تیری دلِ درد آشنا معمور ہے
جیسے کعبے میں دعاؤں سے فضا معمور ہے